اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کے خزانے وسیع ہیں

(فرمودہ ۲۳-اپریل ۱۹۱۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی:-

قُلْ لِّمَنْ مَّافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَارَيْبَ فِيْهِ- اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ [1]-

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان جو مختلف مذاہب نے کیا ہے اس میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے- ہر مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں سے کچھ علیحدہ ہی باتیں بیان کرتے ہیں- بعض مذاہب نے تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت سے انکار کردیا ہے، بعض نے اس کی وحدانیت سے انکار کردیا ہے، بعض اس کی رحمانیت کے منکر ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس کے صِدق سے بھی انکار کردیا ہے-

غرضیکہ مختلف خیالات کے پھیلانے والے مذاہب ہیں- کسی مذہب نے خدا کی کوئی صفت باطل قرار دے دی ہے اور کسی نے خدا کی طرف کوئی گند منسوب کردیا ہے لیکن اسلام اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کہ تمام صفاتِ حسنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا اور تمام بدیوں اور نقصوں سے اسے پاک ٹھہراتا ہے اور یہ اسلام کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے- ہر ایک انسان آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جو نیکیاں اور صفات حسنہ مخلوق میں ہوں کس طرح ممکن ہے کہ وہ اس مخلوق کے خالق میں نہ ہوں ضرور

ہے کہ اس میں پائی جائیں اور بہت زیادہ پائی جائیں- لیکن بہت سے مذاہب نے اس بات کی پرواہ نہیں کی اور ان کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مذاہب کی کتابوں اور عقائد میں انسانوں نے اپنی طرف سے باتیں بنا کر ملادیں- یا وہ مذہب ہی سر تا پا خود ساختہ ہیں اور خداتعالیٰ نے ان کو کسی زمانہ میں قائم نہیں کیا- ان دو وجوہات سے مختلف مذاہب میں گند پیدا ہوگیا ہے- ان کے مقابلہ میں اسلام خداتعالیٰ کا نازل کردہ مذہب ہے اور پھر قرآن شریف میں کسی انسان کا نہ دخل ہوا اور نہ ہوسکتا ہے اس لئے قرآن شریف آج بھی اُسی طرح ہے جس طرح کہ اُترا تھا اس وجہ سے اسلام ہر طرح کے گندوں سے پاک اور صاف ہے- لیکن مسلمانوں نے اپنی سمجھ اور علم کی وجہ سے خداتعالیٰ کو تمام صفات حسنہ والا مانتے ہوئے اس کی بعض صفات کی طرف توجہ نہیں کی- ایسے لوگ یہ قیاس کرلیتے ہیں کہ جیسے ہم ایک دوسرے سے سلوک کرنے کے جذبات کو کام میں لاتے ہیں ویسے ہی خداتعالیٰ بھی اپنی مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے- یا یہ لوگ رائج الوقت خیالات کو اپنے عقائد کے ساتھ ملا کر کچھ اَور کی اَور ہی باتیں بنالیتے ہیں-

مذہب اسلام نے جہاں خداتعالیٰ کو اَور نقصوں سے پاک قرار دیا ہے وہاں ان لوگوں کے عقائد کی تردید بھی کی ہے جو کہتے ہیں کہ خدا بخشتا نہیں اور کسی پر رحم نہیں کرتا- یہ بہت سے مذاہب نے فیصلہ کردیا ہوا ہے کہ خدا ہرگز نہیں بخشتا- ایسے مذاہب والوں کے خیال میں گویا خدا کے انتقام لینے کی صفت اس کی رحم کی صفت کے ماتحت نہیں بلکہ بالا ہے اور جہاں رحم اور انتقام کا مقابلہ ہوتاہے وہاں رحم دب جاتاہے اور انتقام اپنا کام کرتاہے- لیکن قرآن شریف نے اس کے خلاف اور بات بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اس نے خداتعالیٰ کے انتقام لینے کی غرض بتائی ہے کہ خدا لوگوں کو سزا دینے کی غرض سے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان سے انتقام نہیں لیتا بلکہ اس کے سزا دینے سے لوگوں کی اصلاح مدنظر ہوتی ہے- پھر بتایا کہ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ- خدا نے تو اس بات کا فیصلہ کردیاہے کہ ہمارا رحم ہمیشہ سزا پر غالب رہتا ہے یعنی اس طرح اگر کوئی ایسا موقع پیش آئے کہ رحم سے کسی کی اصلاح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس انسان کے جُرم کی چشم پوشی کردے گا اور اسے سزا نہیں دے گا اور اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ انتقام اور رحم دونوں کے استعمال کرنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو بھی خداتعالیٰ رحم کو ہی کام میں لائے گا لیکن اگر کوئی ایسا موقع درپیش ہو کہ رحم سے اصلاح نہ

ہوسکتی ہو اور انتقام سے اصلاح ہوتی ہو- تب خداتعالیٰ سزا دے گا اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیوں خداتعالیٰ ایسا کرتا ہے کہ جب تک عفو اور درگزر سے اصلاح ہوتی ہے اُس وقت تک اپنے مجرموں سے انتقام نہیں لیتا حالانکہ ہم انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے دشمن سے انتقام لینا ہو تو گو اس کے اس دشمن کی اصلاح رحم میں ہی ہوتی ہو تو بھی اس انسان کا دل اُسی وقت ٹھنڈا ہوتا ہے جب وہ انتقام لے لیتا ہے اور دنیا میں یہ عام رواج ہے کہ لوگ دکھ کا بدلہ دکھ اور تکلیف کا بدلہ تکلیف دینا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر نرمی سے کہیں کام چلتا ہو تو بھی اس سے کام نہیں لیتے- پھر خداتعالیٰ کیوں ایسا کرتا ہے اور تمام انسان جب خداتعالیٰ کی مخلوق اور مملوک ہوکر اس کے احکام کو توڑتے ہیں تو خداتعالیٰ انہیں سزا کیوں نہیں دیتا بلکہ جہاں تک ہوسکے رحم ہی کرتا ہے- اس کی وجہ خداتعالیٰ بیان فرماتا ہے قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ- اے رسول! ان لوگوں کو کہہ دو! بتاؤ یہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے- یہ تو جواب دیں گے یا نہ دیں گے اس کا جواب تم ہی یہ دے دو کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے- اور جب یہ اللہ کا ہے' اللہ ان کو تباہ کرنا پسند نہیں کرتا- جس طرح کوئی اپنی چیز کو خراب نہیں کرنا چاہتا اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت میں ہوتا ہے یہی چاہتا ہے کہ یہ چیز درست ہی ہوجائے اسی طرح خداتعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ اس کی ہر ایک چیز بغیر سزا پانے کے ہی درست ہوجائے- دیکھو کسی کا بیٹا یا بھائی قصور کرتا ہے تو وہ یہی چاہتا ہے کہ اس کو نرمی سے ہی سمجھادیا جائے اور اس پر سختی نہ کی جائے- لیکن جہاں انسان انتقام لینے کیلئے آمادہ ہوتا ہے وہ جگہ غیر ہوتی ہے' جس کے نقصان اٹھانے سے اس کا اپنا حرج نہیں ہوتا جس کے مرنے سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا اور جس کی عزت و آبرو کے برباد ہونے سے اسے کچھ محسوس نہیں ہوتا مگر جہاں اس کی اپنی چیز ہو اس کو نقصان پہنچانے سے پہلو تہی کرے گا- مثلاً اگر ایک مکان کو آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کے دو طریق ہی ہیں- اول یہ کہ آگ پر پانی ڈال دیا جائے اور دوسرا یہ کہ اس مکان کی دیواریں گرادی جائیں- اگر کسی کا اپنا مکان ہو تو یہی کوشش کرے گا کہ جس طرح بھی ہو پانی ڈال کر آگ بجھائی جائے اور مکان نہ گرایا جائے اور اگر کسی کے دشمن کے گھر کو آگ لگی ہو تو اس کے متعلق یہی کہے گا کہ بہت جلدی مکان کو گرادیا جائے تاکہ دوسرے گھروں کو آگ نہ لگے- اسی طرح کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی آنکھ کے بیمار ہوجانے کی وجہ سے ڈاکٹر انہیں مشورہ دیتا ہے کہ

اس کو نکلوادو- لیکن وہ سالوں سال اسی امید میں نہیں نکلواتے کہ شاید اچھی ہوجائے لیکن دشمن کی تو صحیح و سالم آنکھ کو نہایت بے دردی سے پتھر مار کر پھوڑ دیا جاتا ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو لوگ کیسے نادان اور کم عقل ہیں- کہتے ہیں کہ اللہ میں رحم نہیں ہے اور اگر کوئی اس کا گناہ کرے تو وہ اسے معاف نہیں کرتا بلکہ سزا ہی دیتا ہے- لیکن ان لوگوں کا اپنا یہ حال ہے کہ اگر ان کی اپنی کسی چیز میں نقص پیدا ہوجائے تو اس کے بچانے میں پورا پورا زور لگاتے ہیں اور اللہ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو جب ان میں کسی قسم کا نقص پیدا ہوجاتا ہے تو ہلاک ہی کردیتا ہے- یہ ان کی بہت بڑی حماقت ہے کیا انہیں معلوم نہیں کہ یہ تمام اشیاء جو زمین و آسمان میں ہیں کس کی ہیں یہ تو سب کچھ خدا کا ہی ہے- جب یہ سب کچھ خدا کا ہی ہے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کو تباہ کردے سوائے ایسی صورت کے کہ اس کے سوا اصلاح نہ ہوتی ہو-

جس طرح ایک انسان کو معلوم ہو کہ اگر میں اپنی بیمار آنکھ کو نہ نکلواؤں گا تو دوسری بھی اس کی وجہ سے بے کار ہوجائے گی اس وقت وہ اسے نکلوادیتا ہے- اسی طرح خدا تعالیٰ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ جہاں تک ہوسکتا ہے ہم رحم ہی کرتے ہیں اور سزا اس وقت دیتے ہیں جبکہ رحم سے اصلاح نہ ہوسکے- اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جہاں عیسائیوں کو ٹھوکر لگی ہے وہاں مسلمانوں نے بھی دھوکا کھایا ہے- آج کل مسلمانوں میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں کہ جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ کہتا ہے کہ اے خدا! یہ تکلیف دور ہوجائے اور اس کی بجائے دوسری آجائے مثلاً اگر کسی کا بیٹا بیمار ہو تو وہ کہتا ہے الٰہی! میرا بیٹا تندرست ہوجائے اور مَیں اس کی بجائے بیمار ہوجاؤں یا اس کی بجائے مَیں مرجاؤں- ایسے لوگ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کسی کو چھوڑ تو سکتا نہیں اس لئے ایک کی بجائے دوسرے کو معاوضہ میں دے کر رہائی چاہتے ہیں لیکن یہ بہت بڑی کمزوری ایمان کا نتیجہ ہے- ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی صفات پر غور نہیں کرتے کہ وہ کَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ہے- انسان کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگے کیونکہ اس کو طاقت ہے کہ اگر بیٹا بیمار ہو اور باپ دعا کرے تو دونوں کو بچالے- اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے- یہ خدا تعالیٰ کی صفات کی بے ادبی ہے کہ کہا جائے کہ یہ لے لو اور وہ دے دو یا یہ پکڑ لو اور وہ چھوڑ دو- ایسا کہنا مومن کی شان سے بہت بعید ہے- پس تم اپنی دعاؤں میں ہمیشہ اس

بات کو یاد رکھو کہ تم کبھی یہ نہ کہنا کہ فلاں بات ہوجائے اور اس کی بجائے فلاں نہ ہو بلکہ تم یہ کہو کہ الٰہی! دونوں ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ سے انسان جتنا مانگتا جائے اتنا ہی وہ دیتا جاتا ہے اور اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔ ایک چیز کے لینے کی بجائے دوسری چیز وہ لیا کرتے ہیں جنہیں اپنے خزانہ اور ذخیرہ کے ختم ہوجانے کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نقائص سے پاک ہے۔ اس لئے مومن کو ایسی دعاؤں سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور ہر وقت خدا سے خیر ہی مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کے خزانے نہ کبھی خالی ہوسکتے ہیں اور نہ ان میں کمی آسکتی ہے۔ پس اگر وہ ایک چیز دے سکتا ہے اور ایک تکلیف دور کرسکتا ہے تو دوسری چیز بھی دے سکتا ہے اور دوسری تکلیف بھی ہٹا سکتا ہے اور اس کو کسی بدلہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کی سمجھ عطا فرمائے تاکہ تمہاری دعائیں اس کے ادب کو ملحوظ رکھتی ہوئی ہوں اور اس رنگ میں ہوں جو خدا تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ آمین۔

(الفضل ۳۰۔اپریل ۱۹۱۵ء)

لہ الانعام:۱۳